

39188- عورت کا مردوں کی امامت کرانے میں حکم

سوال

نماز جمعہ وغیرہ میں عورت کا مردوں کی امامت کرانے میں کیا حکم ہے؟

پسندیدہ جواب

اول :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مردوں بعض فضائل اور احکام کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اور اسی طرح عورتوں کو کچھ فضائل اور احکام سے خاص کیا ہے، چنانچہ کسی بھی مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس چیز کی تمنا کرے جو عورتوں کے ساتھ خاص ہے، اور کسی بھی عورت کے لیے جائز نہیں کہ جو فضیلت مردوں کو دی گئی ہے اس کی تمنا کرتی پھرے، کیونکہ یہ تمنا اللہ تعالیٰ پر اس کی شریعت اور حکم میں اعتراض کا موجب ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، مردوں کا اس میں حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے﴾ النساء (32)۔

سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ مومنوں کو ممکن اور غیر ممکن امور میں ایک دوسرے پر دی گئی فضیلت کی آرزو اور تمنا کرنے سے منع کر رہا ہے، چنانچہ عورتیں مردوں کے خصائص جن کی بنا پر انہیں عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے کی آرزو مت کریں، اور نہ ہی فقر و نقص والا شخص غنی اور کامل شخص کی حالت کی صرف مجرد تمنا کرے، کیونکہ یہ بعینہ حد ہے... اور اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ناراضگی کا متقاضی ہے" انتہی

مرد کو جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے دی ان میں وہ عبادات شامل ہیں جو قوت و طاقت کی محتاج ہیں، مثلاً جہاد، یا پھر ولایت مثلاً امامت وغیرہ... الخ یہ مرد کے ساتھ خاص ہیں، عورتوں کا ان میں کوئی دخل نہیں۔

اس کے بہت سے دلائل ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں :

1- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے﴾ النساء (34)۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ "الام" میں کہتے ہیں :

"جب عورت مردوں، عورتوں اور بچوں کو نماز پڑھائے تو عورت کی نماز ادا ہو جائیگی، اور مردوں اور بچوں کی نماز ادا نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ عزوجل نے مردوں کو عورتوں پر حکمران بنایا ہے، اور عورتوں کو ولی بننے سے قاصر رکھا ہے، اور کسی بھی حالت میں کبھی بھی عورت کا مرد کی امام بننا جائز نہیں" انتہی

دیکھیں: الام (191/1)۔

سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

عورتوں پر مردوں کو کئی ایک وجوہات کی بنا پر فضیلت دی گئی ہے:

ولی صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے، اور نبوت و رسالت بھی مردوں کے ساتھ خاص ہے، اور مردوں کو بہت عبادات میں بھی خصوصیت حاصل ہے، مثلاً جہاد، عیدیں، جمعہ، اور اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عقل و دانش اور صبر و تحمل کی خصوصیت سے بھی نوازا ہے جو عورتوں میں نہیں" انتہی

2- اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اور ان (عورتوں) کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ، ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے﴾ البقرة (228)۔

سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے"

یعنی رفعت و ریاست، اور اس پر زیادہ حق حاصل ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مرد عورتوں پر حاکم ہیں﴾۔

نبوت و قنناء اور امامت صغریٰ اور کبریٰ اور باقی ہر قسم کا ولی ہونا مردوں کے ساتھ ہی مختص ہے" انتہی

3- امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ قوم ہر گز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو اپنا حکمران عورت کو بنالے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4425)۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عمومی ولایت اور سربراہی عورت کو نہیں مل سکتی اس کو یہ سوچنا جائز نہیں، اور امامت بھی عمومی ولایت میں شامل ہوتی ہے۔

4- ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، اور ان کے گھرانے کے لیے بہتر ہیں"

سنن ابوداؤد حدیث نمبر (576) مسند احمد حدیث نمبر (5445) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن ابوداؤد میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

صاحب عون المعبود کہتے ہیں :

"اور ان کے لیے ان کے گھر زیادہ بہتر ہیں"

یعنی ان کا اپنے گھروں میں نماز ادا کرنا مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے اگر وہ اس کا علم رکھیں، لیکن انہیں علم نہیں اور وہ مسجد میں جانے کی اجازت مانگتی ہیں، اور یہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ ان کا مسجدوں میں نماز ادا کرنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔

ان کی گھروں میں نماز افضل اور بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے فتنہ و فساد سے امن میں رہتی ہیں، اور اس کی تاکید اس سے بھی ہوتی جو آج عورتوں نے بے پردگی اور زیبائش کرنا شروع کر دی ہے "انتہی

5- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"مردوں کی سب سے بہترین صف پہلی صف ہے، اور سب سے بری آخری، اور عورتوں کی سب سے بہترین صف آخری اور سب سے بری پہلی صف ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

"مردوں کی صفوں اپنے عموم پر ہی ہیں کہ اس میں سب بہتر پہلی صف اور سب سے بری آخری صف ہے، اور عورتوں کی صفوں کے متعلق جو حدیث میں بیان ہوا ہے اس سے مراد وہ صفیں ہیں جو عورتیں مردوں کے ساتھ نماز ادا کریں، لیکن اگر وہ مردوں سے علیحدہ نماز ادا کریں، نہ کہ مردوں کے ساتھ تو یہ مردوں کی طرح ہی ہوگی، یعنی ان کی پہلی صف سب سے افضل اور آخری سب سے بری ہے۔

مردوں اور عورتوں کی صف بری سے مراد کم از کم اجر و ثواب اور فضیلت، اور شرعی مطلوب سے زیادہ دور ہے، اور سب سے بہتر صف اس کے برعکس ہے، مردوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہونے والی عورتوں کی سب سے آخری صف کو اس لیے فضیلت دی گئی ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے اور انہیں دیکھنے، اور ان کی حرکات و سکنات دیکھ کر اور ان کی کلام سن کر ان سے دل لگانے کے تعلق سے بہت دور ہیں، اور ان کی پہلی صفوں کی مذمت اس کے برعکس ہونے کی بنا پر ہے۔ واللہ اعلم۔ انتہی

پنانچہ جب عورت گھر میں نماز پڑھنے اور مردوں سے دور رہنے کی مامور ہے، اور عورتوں کی سب سے پہلی صف بری ہے، کیونکہ وہ مردوں کے زیادہ قریب تھی، تو پھر شرعی حکمت کے یہ کیسے لائق ہے کہ عورت مردوں کے آگے نماز پڑھتی پھرے، حالانکہ شریعت اسے مردوں سے دور رہنے کا حکم دے رہی ہے ؟!!

6- امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے سہل بن سعد الساعدي رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب نماز میں کچھ پیش آجائے تو وہ سبحان اللہ کہے، کیونکہ جب سبحان اللہ کہا جائیگا تو اس کی طرف التفات کیا جائیگا، اور تالی سبحان عورتوں کے لیے ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (684) صحیح مسلم حدیث نمبر (421)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"گویا کہ عورتوں کو سبحان اللہ کہنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ نماز میں فتنہ کے خدشہ سے مطلقاً آواز پست رکھنے کی مامور ہیں" انتہی

چنانچہ امام کے بھولنے کی صورت میں عورت کو بول کر امام کو متنبہ کرنے سے منع کیا گیا ہے، بلکہ وہ تالی بجا کر متنبہ کرے گی، تاکہ مردوں کی موجودگی میں وہ آواز بلند نہ کرے، تو پھر مردوں کو نماز کیسے پڑھا سکتی ہے اور کیسے نماز جمعہ کا خطبہ دے سکتی ہے؟!

7- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

انہوں نے اور ان کی نانی اور یتیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی وہ بیان کرتے ہیں:

"چنانچہ میں نے اور یتیم بچے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا نے ہمارے پیچھے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (658).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"اس حدیث میں ہے کہ عورت مردوں کے ساتھ صف نہیں بنائے گی، اس کی اصل یہ ہے کہ اس سے فتنہ میں پڑنے کا خدشہ ہے" انتہی

چنانچہ جب عورت صف کے پیچھے اکیلی کھڑی ہوگی اور مردوں کے ساتھ ان کی صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی تو پھر وہ آگے بڑھ کر امامت کراتے ہوئے انہیں نماز کیسے پڑھا سکتی ہے؟!

عمون المعبود میں ہے:

اس میں دلیل ہے کہ عورت کے لیے مردوں کے امامت کرانی جائز نہیں کیونکہ جب اسے مردوں کے برابر صف میں کھڑا ہونے سے منع کیا گیا ہے تو پھر اس کا آگے ہونا زیادہ ممنوع ہوگا" انتہی بتصرف

8- چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے کہ عورت مردوں کی امامت کے منصب پر فائز نہیں ہوئی.

دیکھیں بدائع الصنائع (289/2).

جس نے اس کی مخالفت کی وہ مسلمانوں کے طریقہ کی مخالفت کر رہا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اور جو کوئی بھی ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے، اور مومنوں کے طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ متوجہ ہو اور اسے جہنم میں ڈالیں گے، اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے﴾ النساء (115) د.

ذیل میں علماء کرام کے چند ایک اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

الموسوعة الفقهية میں ہے:

"مردوں کی امامت کے لیے شرط ہے کہ امام مرد ہو، چنانچہ مردوں کے لیے عورت کا امام بننا صحیح نہیں، فقہاء کرام کے مابین یہ متفقہ مسئلہ ہے" انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (205/6).

ابن حزم رحمہ اللہ "مراتب الإجماع" میں رقمطراز ہیں :

"اس پر متفق ہیں کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کروا سکتی، مردوں کو اس کے عورت ہونے کا علم ہو، اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو بالاجماع ان کی نماز باطل ہے"

دیکھیں : مراتب الإجماعت صفحہ نمبر (27)۔

اور "الحلی" میں لکھا ہے :

"عورت کسی ایک مرد اور نہ ہی ایک سے زیادہ مردوں کی امامت نہیں کروا سکتی، اس میں کوئی اختلاف نہیں، اور پھر نص میں یہ بھی بیان ہوا کہ عورت اگر مرد کے آگے سے گزر جائے تو مرد کی نماز توڑ دیتی ہے... اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہو خاص کر نماز میں۔

اور خاص کر نماز میں امام یا تومقتدیوں سے آگے یا مقتدی کے ساتھ صف میں کھڑا ہوتا ہے... ان نصوص سے عورت کا مردوں کی امام بننا یقیناً باطل ثابت ہوتا ہے" انتہی

دیکھیں : الحلی ابن حزم (167/2)۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ "المجموع" میں لکھتے ہیں :

"ہمارے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ عورت کے پیچھے نہ تو بالغ مرد کی اور نہ ہی بچے کی نماز جائز ہے... چاہے مردوں کی امامت کے لیے عورت کی امامت میں مانع فرضی نماز ہو یا تراویح اور ہر قسم کے نوافل، ہمارا اور سلف و خلف جمہور علماء کرام کا مسلک یہی ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہاء سبعہ مدینہ کے فقہاء سے یہی بیان کیا ہے، اور امام مالک، امام ابو حنیفہ سفیان، امام احمد، اور داود رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے...

پھر اگر عورت کسی اور مرد یا زیادہ آدمیوں کی امامت کروائے تو ان کی نماز باطل ہو جائے گی، لیکن عورت اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنے والی عورتوں کی سب نمازوں میں نماز صحیح ہے، لیکن اگر اس نے انہیں نماز جمعہ پڑھائی تو اس میں دوو جھیں ہیں :

ان میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ : اس کی نماز نہیں ہوتی، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ : اس کی نماز ظہر کی ہوگی، اور کفایت کرے گی، یہ شیخ ابو حامد کا قول ہے، جو کچھ نہیں۔ اللہ اعلم

دیکھیں : المجموع للنووی (152/4)۔

اور "الانصاف" میں ہے :

قولہ : (مرد کے لیے عورت کی امامت صحیح نہیں)

یہ مطلق یعنی امام احمد رحمہ اللہ کا مطلق مذہب ہے، المستوعب میں ان کا کہنا ہے : مذہب میں یہ صحیح ہے" انتہی۔

دیکھیں : الانصاف (265/2)۔

اور اس مسئلہ میں سب سے سخت مذہب مالکیہ کا ہے، وہ عورت کی امامت کو ممنوع قرار دیتے ہیں، حتیٰ کہ عورت عورتوں کی امامت بھی نہیں کروا سکتی، اور وہ امامت کے لیے مطلقاً مرد ہونے کی شرط لگاتے ہیں۔

چنانچہ "الفواکہ الدوانی" میں ہے :

"یہ علم میں رکھیں کہ امامت کے لیے کچھ شروط کمال ہیں، اور کچھ شروط صحت ہیں۔

امامت صحیح ہونے کی تیرہ شرطیں ہیں : ان میں سے پہلی ذکرہ محققہ یعنی یقینی مرد ہونا ہے، چنانچہ عورت اور خنثی مشکل (ہیچوہ) کی امامت صحیح نہیں ہوگی، عورت جس نے امامت کرواتے ہوئے نماز ادا کی ہے اس کے علاوہ باقی سب کی نماز باطل ہو جائیگی" انتہی

دیکھیں : الفواکہ الدوانی (204/1)۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ایک شخص نے عورت کی امامت میں عصر کی نماز ادا کی اس کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا :

"عورت کے لیے مرد کی امامت کروانا جائز نہیں، اور بہت سے دلائل کی بنا پر اس کے پیچھے مرد کا نماز ادا کرنا صحیح نہیں، مذکورہ شخص کو نماز لوٹانا ہوگی"

دیکھیں : مجموع فتاویٰ ابن باز (130/12)۔

دوم :

اور جس نے ابوداؤد کی حدیث پر اعتماد کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھروالوں کی امامت کرانے کی اجازت دی تھی "

سنن ابوداؤد حدیث نمبر (591)۔

ان کا کہنا ہے کہ : وہ اپنے گھروالوں کی امامت کروایا کرتی تھیں جن میں مرد اور بچے بھی شامل تھے، علماء کرام نے اس کے کئی ایک جواب دیے ہیں :

1- یہ حدیث ضعیف ہے۔

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ "التلخیص" میں کہتے ہیں : اس کی سند میں عبدالرحمن بن خلاد ہے جس میں جھالت پائی جاتی ہے " انتہی

دیکھیں : التلخیص صفحہ نمبر (121)۔

اور "المنتقى شرح الموطاء" میں ہے :

"یہ حدیث ان میں سے ہے جس پر اعتماد ضروری نہیں" انتہی

2- اگر حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ : وہ اپنے گھر میں سے عورتوں کی امامت کروایا کرتی تھیں۔

3- یہ ام رقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ خاص ہے، ان کے علاوہ کسی اور کے لیے مشروع نہیں۔

4- بعض علماء کرام نے اس سے مرد کے لیے عورت کی امامت کا جواز لیا ہے، لیکن یہ ضرورت کے وقت ہے، اور ضرورت کا معنی یہ ہے کہ کوئی مرد اچھی طرح سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سکتا ہو۔

دیکھیں: حاشیہ ابن قاسم (313/2)۔

مزید دیکھیں: المغنی (33/3)۔

واللہ اعلم۔